موافقات سیدنا عمر
تصنیف
شائع کردہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نام کتاب : موافقات سیدنا عمر رضی اللہ عنہ

مصنف : مولانا حافظ لیاقت علی شاہ نقشبندی

کمپوزنگ : المنور کمپوزنگ طباعت : ایجوکیشنل پریس کراچی

اشاعت : اول بار، ذی الحج ۱۴۳۲ھ / نومبر ۲۰۱۱ء

ناشر : مکتبہ غفوریہ نزد جامعہ اسلامیہ درویشیہ بی بلاک سندھی مسلم سوسائٹی کراچی

موبائل نمبر : 0300-2528272

.... ملنے کے پتے ....

پتہ	فون
۱) حافظ محمد حسان علی شاہ متعلم جامعہ اسلامیہ درویشیہ	0321-2260403
۲) ایچ ایم سعید کمپنی ادب منزل پاکستان چوک کراچی	021-32638114
۳) خانقاہ نقشبندیہ غفوریہ صادق آباد	068-5704282
۴) اقبال بک ہاؤس صدر کراچی	021-32257157
۵) اسلامی کتب خانہ علامہ بنوری ٹاؤن	021-34927159
۶) مکتبہ رشیدیہ اردو بازار کراچی	0300-2535648
۷) محترم جناب جاوید مسرت صاحب قاسم بیلہ ملتان	0300-6357522
۸) محترم شیخ عبدالحئ صاحب فیصل آباد	0301-2646426
۹) حاجی عبدالمجید صاحب مردان	0300-9178212
۱۰) جامعہ فاروقیہ شجاع آباد۔ ملتان	061-4396067

فہرست عنوانات

پیش لفظ

اللہ رب العالمین نے پوری انسانیت کی ہدایت وکامرانی کے لئے آقائے نامدار سیدالاولین والاخرین شافع محشر محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کو منتخب فرمایا۔[1] اور ان کے لئے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو بھی منتخب فرمایا۔ انہی منتخب وبرگزیدہ ہستیوں میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا نام اور ان کے کارنامے رہتی دنیا تک روشن رہیں گے ضرورت اس بات کی ہے کہ ان حضرات کے فضائل وخصائل اور کمالات کو جمع کیا جائے تاکہ عوام الناس کو اس سے فائدہ حاصل ہو۔ اسی جذبہ کے پیش نظر یہ کتاب لکھی گئی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا:

''وافقني ربي في ثلاث''[2]

میں نے تین باتوں میں (نزول سے پہلے) اپنے رب کی موافقت کی۔

شارحین حدیث نے شروحاتِ احادیث میں ان تین کے علاوہ مزید کئی موافقات کا ذکر فرمایا ہے۔ خصوصاً امام شہاب الدین ابی العباس احمد بن محمد شافعی قسطلانی رحمۃ اللہ

---

(۱) عن عويم بن ساعدة، عن أبيه، عن جده، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم، قال: "إن الله اختارني، واختار لي أصحابا، فجعل لي بينهم وزراء، وأنصارا، وأصهارا، فمن سبهم فعليه لعنة الله والملائكة والناس أجمعين، لا يقبل منه يوم القيامة صرف ولا عدل".

(المعجم الكبير للحافظ ابي القاسم سلمان بن احمد الطبرانی حدیث رقم: ...(۳۴۹) ج: ۱۷ ص: ۱۴۰ ط: دار احياء التراث العربي بيروت (۲) صحيح البخاری ج: ۲ ص: ۶۴۴

علیہ (متوفی ۹۲۳ھ) نے صحیح البخاری کی شرح ''ارشاد الساری'' میں اس پر کافی کلام فرمایا ہے۔ چنانچہ اس کو بنیاد بنا کر اس پر تفصیلی کام شروع کیا ساتھ ہی دیگر معتبرات سے جو روایات ملی وہ بھی درج کردی گئی اور اس کا حوالہ بھی وہی پر درج کردیا ہے۔ روایاتِ حدیث میں جس آیت کے شان نزول کا ذکر تھا وہی آیت مع ترجمہ بھی لکھ دی گئی ہے۔

دور حاضر میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے کارناموں کی تشہیر کی اشد ضرورت ہے اور دین کی سمجھ بوجھ کے لئے صحابہ کرامؓ کی اقتداء لازم ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے نجات پانے والوں کی نشاندہی کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

''ما انا علیہ واصحابی''

لہذا دینی احکامات کی من مانی تشریح کرنے والے اور صحابہ کرامؓ کو دین سے الگ کرنے والے نہ دین سمجھ سکتے ہیں نہ ان کی نجات ہوگی۔

امید ہے کہ قارئین کرام اس کتاب کی زیادہ سے زیادہ قدر بھی کرینگے اور صحابہ کرامؓ سے اپنی سچی اور پکی محبت کا ثبوت دیتے ہوئے صحابہ کرامؓ کے مشن کو پوری دنیا کے انسانوں تک پہنچائینگے۔ (انشاء اللہ العزیز)

فقیر لیاقت علی شاہ نقشبندی

تقریظ

استاذ العلماء یادگار اسلاف مناظر اہل سنت داعی انقلابِ اسلام شیخ القرآن والحدیث حضرت اقدس مولانا **نور الھدیٰ** صاحب دامت برکاتھم العالیہ۔

(تلمیذ رشید حضرت العلامہ مربی العلماء عمدۃ المحدثین شیخ الکل عارف باللہ مولانا رسول خان صاحب ہزاروی نور اللہ مرقدہ وفیلسوف اسلام شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ محمد ادریس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ۔) شیخ الحدیث جامعہ ربانیہ کراچی، مصنف: تفسیر مراصد النظر، تنشیط الاحوذی شرح جامع ترمذی، سابق امیر جمعیۃ علماء اسلام کراچی ڈویژن، سابق شیخ الحدیث جامعہ بحر العلوم کوئٹہ وجامعہ اسلامیہ دریشیہ کراچی وجامعہ رحمانیہ بفرزون کراچی۔

حامداً ومصلیاً ومسلما

امابعد!

امیر المؤمنین فاروق اعظم حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ صحابہ کی جماعت کے اپنی اصابت رائے، تدبر، تفقہ واجتہاد، دوراندیشی، باریک بینی، زیرکی، ذہانت، فطانت اور ذکاوت، بصیرت، شجاعت وغیرت، رعب، صبر وثبات کی بناء پر فلک الافلاک ہیں فرش پر بیٹھ کر مرضیِ عرش کی رائے دنیا میں آپ ہی کا کمال ہے۔ ایسا مجتہد کہ جس کے اجتہاد کو خالق دو جہاں سے سند تصدیق ملے۔

زیر نظر کتاب ''موافقات سیدنا عمر رضی اللہ عنہ'' اسی اجمالی کی تفصیل ہے جسے حضرت مولانا سید لیاقت علی شاہ صاحب نقشبندی مدظلہ نے زیب قلم اور زینت قرطاس بنایا ہے۔

ماشاءاللہ مولانا صاحب موصوف سے کاتب تقدیر خوب کام لے رہا ہے ایک

بڑے جامعہ کے منتظم ، راہ سلوک کے سالک ، عالم باعمل ہونے کے ساتھ ساتھ صاحب قلم مؤلف بھی ہیں ۔ بلاشبہ صحابہ کرامؓ کی ثناء خوانی سنت رب العالمین ہے انکی خوبیوں اور کمالات کو اجاگر کرنا شیوہ نبویؐ ہے ۔انکی رائے کی موافقت اسوۂ قرآنی ہے ۔

رب کریم شاہ صاحب کے قلم کی تابانی اور فکر کی جولانی کو اسی طرح زندہ وجاوید رکھے ۔ اور اسی طرح کی علوہمتی عطا کرتا رہے ۔ اور اس کاوش کوشرف قبولیت کے ساتھ ساتھ عجالہ نافعہ بنائے اور شاہ صاحب اور ان کے والدین مرحومین واساتذہ ومشائخ کے لئے باعث نجات اخروی بنائے ۔(آمین)

(حضرت شیخ الحدیث والتفسیر مولانا) نور الہدیٰ عفا اللہ عنہ

رئیس

الجامعۃ الربانیہ

قصبہ کالونی کراچی

۱۶/ ۲/ ۱۴۳۳ھ

۱۱/ ۱/ ۲۰۱۲ء یوم الاربعاء

مفتی محمد عبدالمجید دین پوری
نائب رئیس دار الافتاء
جامعۃ العلوم الاسلامیۃ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن
کراچی ۷۴۸۰۰ ص ب رقم ۳۴۶۵ پاکستان
ٹیلیفون: ۳۴۹۲۵۳۵۲/۳۴۹۱۳۵۷۰ فیکس: ۳۴۹۱۹۵۳۱ (۹۲-۲۱)

MUFTI MUHAMMAD ABDUL MAJEED DEEN PURI
Vice Principal Darul Iftaa
Jamia tul Uloom il Islamiyyag Allama Banuri Town
Karachi 74800 P.O. Box: 3465 (Pakistan)
Phone: 34925352 / 34913570 Fax: 34919531

حضرت مولانا لیاقت علی شاہ مدظلہ کی کتاب ’’موافقات سیدنا عمر رضی اللہ عنہ‘‘ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا ۔ اردو میں اس موضوع پر غالباً پہلی کتاب ہے ۔ ماشاء اللہ عمدہ اسلوب میں شان عمر رضی اللہ عنہ کو دوبالا فرمایا ہے دعا ہے اللہ تعالیٰ کتاب کوشرف قبولیت سے نواز کر مفید عام بنائے ۔

فقط

محمد عبدالمجید دین پوری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(MAULANA) MUFTI MOHAMMAD ZAR VALI KHAN
FOUNDER & CHANCELLOR ALJAMIA-TUL-ARABIA
AHSAN-UL-ULOOM
& KHADIM-UL-HADITH WAL IFTA.
Gulshan-e-Iqbal block 2, Karachi Pakistan
Tel 009221-3468210

(مولانا) مفتی محمد زرولی خان عفا اللہ عنہ
مؤسس و رئیس الجامعۃ العربیۃ احسن العلوم
وخادم الحدیث والافتاء والخطیب بالمسجد الجامع الاحسن
گلشن اقبال، بلاک ۲، کراچی پاکستان

Date 23 02 2012

تاریخ : ۳۰ ربیع الاول ۱۴۳۳ھ

الحمد اللہ وکفیٰ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ امّا بعد ! قرآن کریم کے علوم ان گنت ہیں اور چونکہ حضرات صحابہ کی تعلیم وتربیت کا مرحلہ مقدم رہا ہے اس لیئے اُن جان نثار اور جانبازوں کے فضائل اور مدائح بھی بے شمار ہیں جو تفاسیر اور شروحِ احادیث کے دفاتر اور خزائن میں موجود ہیں ، انہی میں سے ایک موضوع حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے توافق میں نزول الآیات ہیں ۔ حافظ ابن حجرؒ اور حافظ بدرالدین العینیؒ کے استاذ حافظ حسین عراقیؒ نے سب سے پہلے وہ مواطن جمع کیئے تھے جو ناپید ہوگئے تھے پھر جلال الدین سیوطیؒ نے ایک رسالہ مرتب کیا اور اس کا نام رکھا '' قطف الثمر فی موافقات عمر '' جو ان کی کتاب الحاوی للفتاوٰی کے ساتھ منسلک رسائل میں سے ہے ۔ حال میں ہی ہمارے عزیز دوست اور محترم ومکرم حافظ لیاقت علی شاہ سلمہ اللہ نے خاصی محنت کر کے اس موضوع پر ہی ایک مقالہ مرتب کیا ہے مجھے اُن کی صلاحیتوں سے اور اُن کے شوقِ رغیب اور تقویٰ اور ورع کی اداؤں سے حُسن ظن ہے کہ یہ رسالہ بھی اپنے مضمون میں منفرد اور اپنے اہداف میں جامع ہوگا ۔ اللہ تعالیٰ عزیز القدر حافظ صاحب حفظہ اللہ کی یہ گراں قدر تحریر اور تحقیق شرفِ قبولیت سے نوازے اور متلاشیانِ حق کو اُس سے فائدہ اُٹھانے اور حافظ صاحب کے حق میں دُعا وشکر بجالانے کی توفیق عطاء فرمائے ۔

والسلام

وانا العاجز الأحقر والأفقر
محمد زرولی خان عفا اللہ عنہٗ
خادم جامعہ عربیہ احسن العلوم
خادم الحدیث والتفسیر والافتاء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ

الحمد للہ وکفیٰ وسلٰم علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ امابعد !

اللہ رب العلمین نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے چھ سو برس کے بعد تمام جن وانس کی ہدایت اور نجات کے لئے آقائے نامدار شافع محشر آسمانی وحی کے آخری امین رحمت دوعالم محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ نبی اکرم ﷺ کو مبعوث فرمایا ۔ اور آپ ﷺ کے لئے اصحاب کرامؓ کا انتخاب بھی فرمایا ۔ اور ہر ایک صحابی کو انبیائے سابقہ کے اخلاق سے بھی نوازا ۔ چنانچہ آپ ﷺ کی لسان نبوت سے جن خوش نصیب حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے علوم نبوت اور نور نبوت حاصل فرمایا اور پھر انہی علوم نبوت سے دنیا بھر کے انسانوں کو روشناس کر کے عملی طور پر عظیم الشان اسلامی مملکت کی مثال قائم فرمائی کہ رہتی دنیا تک اس کی نظیر نہ مل سکے گی ، انہی نفوس قدسیہ میں بہ اجماع امت سب سے پہلی شخصیت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ہے اور ان کے بعد سب سے نمایاں عبقری شخصیت ، اسلام کے عادلانہ اور منصفانہ نظام حکومت اور اس کے تمام شعبہ جات قائم کر کے اس کو کرۂ ارض پر رائج کرنے والے ، بے شمار محاسن اور خوبیوں کے مالک ، دنیا میں جنت کی خوشخبری پانے والے ، دینی فراست اور قلبی بصیرت اور دوررس نگاہوں کے حامل ، صحابہ کرامؓ کے

مشورہ سے تراویح کی باقاعدہ بیس رکعات کی جماعت قائم فرمانے والے، راتوں کو اپنا آرام قربان کر کے مدینہ طیبہ کی گلیوں میں گشت کر کے رعایا کی خبر گیری کرنے والے، تمام مفتوحہ علاقوں میں تقریباً پچیس ہزار مساجد اور اس کا انتظام کرنے والے، بیت المال سے صحابہ کرام سمیت نومولود بچوں کے وظائف مقرر کرنے والے، جرائم کی بیخ کنی کرنے والے، مدینہ منورہ میں منبر نبوی پر خطبہ کے دوران لشکر اسلام کو آواز دینے والے، حکام وعمال سے سختی سے باز پرس کرنے والے، نبی اکرم ﷺ کے سسر ہونے کا اعزاز پانے والے، روضۂ اطہر میں نبی پاک ﷺ اور سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پہلو میں آرام کرنے والے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔ ان کے مناقب اور فضائل کے بارے میں بارگاہ رسالت ﷺ سے چند ارشاداتِ مبارکہ نقل کئے جاتے ہیں۔

۱) حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"أصحابي كالنجوم فبأيهم اقتديتم اهتديتم". [۱]

ترجمہ: میرے اصحاب ستاروں کے مانند ہیں ان میں سے تم جس کی اقتداء کروگے ہدایت پاؤ گے۔ [۲]

۲) حضرت عرباض بن ساریۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''فعليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين تمسكوا بها وعضوا عليها بالنواجذ''

ترجمہ: میرے اور ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کے طریقہ کو اپنے اوپر لازم

(۱) رواہ رزین (۲) مشکوۃ المصابیح باب مناقب الصحابۃ ص: ۵۵۴

مواجہہ شریف۔ یہاں پر رسول اللہ ﷺ اور حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کی خدمت میں سلام پیش کیا جاتا ہے۔

کرلو اور اسی طریقہ کو اپناؤ اور اس کو دانتوں سے مضبوط پکڑے رہو۔[1]

۳) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"إني لا أدري ما بقائي فيكم فاقتدوا باللذين من بعدي: أبي بكر وعمر"

ترجمہ: میں نہیں جانتا کہ کب تک تمہارے درمیان رہوں پس تم میرے بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ وعمر رضی اللہ عنہ کی اقتداء ومتابعت کرو۔[2]

۴) حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"لقد كان فيما قبلكم من الأمم محدثون فإن يك في أمتي أحد فإنه عمر"

ترجمہ: تم سے پہلی امتوں میں محدَّث تھے (یعنی جن کو الہام ہوتا تھا) اگر میری امت میں کوئی محدث (ملہم) ہوا تو وہ عمرؓ ہوگا۔[3]

۵) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"إن الله جعل الحق على لسان عمر وقلبه".[4]

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے حق کو عمر رضی اللہ عنہ کی زبان پر اور ان کے دل میں حق وصداقت جاری فرمادیا ہے۔

وفی روایۃ ابی داؤد عن ابی ذر قال: ان اللّٰہ وضع الحق علی

---

(۱) مشکوۃ المصابیح ص: ۳۰ (۲) مشکوۃ المصابیح ص: ۵۶۰ (۳) مشکوۃ المصابیح ص: ۵۵۶

(۴) رواہ الترمذی

لسان عمر یقول به

ترجمہ : اور ابو داؤد کی روایت میں جو حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے یہ الفاظ ہیں کہ: اللہ تعالیٰ نے حق کو عمر کی زبان پر رکھا اور وہ حق بات کہتا ہے ۔[1]

۶) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے یہ دعا فرمائی تھی:

" اللھم اعز الاسلام بابی جھل بن ھشام او بعمر بن الخطاب "

ترجمہ: اے اللہ ! اسلام کو عزت وعظمت نصیب فرما ابوجہل بن ہشام یا عمر بن خطاب کے ذریعہ ۔

" فاصبح عمر فغدا علی النبی ﷺ فاسلم ثم صلی فی المسجد ظاھرا "[2]

ترجمہ : (اس دعاء کے بعد) صبح کو عمر بن خطاب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کرلیا اور اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے علانیہ نماز پڑھی ۔[3]

۷) حضرت عقبۃ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

" لو کان بعدی نبی لکان عمر بن الخطاب "[4]

ترجمہ: اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر رضی اللہ عنہ ہوتا ۔[5]

۸) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

« ما من نبی إلا له وزیران من أهل السماء ووزیران من أهل

(۱) مشکوۃ المصابیح ص: ۵۵۷ (۲) رواہ احمد والترمذی (۳) مشکوۃ المصابیح ص: ۵۵۷
(۴) رواہ الترمذی (۵) مشکوۃ المصابیح ص: ۵۵۸

الأرض. فأما وزیرای من أهل السماء فجبریل ومیکائیل، وأما وزیرای من أهل الأرض فأبو بکر وعمر ».[1]

ترجمہ: کوئی نبی ایسا نہیں گزرا جس کے دو وزیر آسمان کے اور دو وزیر زمین کے نہ ہوں ۔ میرے دو وزیر آسمان کے جبرئیل اور میکائیل (علیہما السلام) اور زمین کے دو وزیر ابوبکر رضی اللہ عنہ وعمر رضی اللہ عنہ ہیں ۔[2]

۹) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ ایک دن نبی کریم ﷺ (حجرہ شریف سے) نکل کر مسجد میں (اس طرح) تشریف لائے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ وعمر رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے دائیں اور بائیں تھے اور آپ ﷺ دونوں کے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں پکڑے ہوئے تھے اور فرمایا: " ھکذا نبعث یوم القیمة " قیامت کے روز ہم اس طرح اٹھائے جائیں گے ۔[3]

۱۰) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرمایا:

" فضل الناس عمر بن الخطاب باربع "

ترجمہ: حضرت بن خطاب رضی اللہ عنہ کو دوسرے لوگوں پر چار خاص باتوں کے سبب فضیلت دی گئی ہے ۔

(۱) بذکر الاساری یوم بدر بقتلھم فانزل اللہ تعالیٰ: لَوْلَا كِتَابٌ مِّنَ اللَّهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيمَا أَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿٦٨﴾[4]

ترجمہ: جنگ بدر کے قیدیوں کی بابت مشورہ دینے کے سبب کہ ان کو قتل کردیا جائے ۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے (ان کے مشورہ کے مطابق یہ آیت) نازل فرمائی " اگر اللہ تعالیٰ کا ایک نوشتہ (مقدر) نہ ہو چکتا، تو جو امر تم نے اختیار کیا ہے، اس کے بارہ میں تم پر کوئی بڑی سزا واقع ہوتی ۔"

(۲) وبذکر الحجاب. أمر نساء النبي صلى الله عليه وسلم أن

(۱) رواہ الترمذی (۲) مشکوۃ المصابیح ص: ۵۲۰ (۳) مشکوۃ المصابیح ص: ۵۲۰ (۴) سورۃ الانفال ۸: ۶۸

يحتجبن . فقالت له زينب : وإنك علينا يا ابن الخطاب ، والوحي ينزل علينا في بيوتنا؟ فأنزل الله عز وجل :

{وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَاسْأَلُوهُنَّ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ} [1]

ترجمہ: اور پردہ کے مشورہ کے سبب (یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عورتوں کو پردہ میں رہنے کا مشورہ دیا، اس پر حضرت زینب رضی اللہ عنہا (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ) نے سن کر کہا اے خطاب کے بیٹے ! تم ہمیں پردہ میں رہنے کا حکم دیتے ہو حالانکہ ہمارے گھروں میں وحی نازل ہوتی ہے اس پر اللہ تعالیٰ نے (یہ آیت) نازل فرمائی ۔

''اور جب تم کوئی چیز ان سے مانگو تو پردہ کے باہر سے مانگا کرو''۔

(یعنی بے ضرورت تو پردہ کے پاس جانا اور بات کرنا بھی نہ چاہیئے لیکن ضرورت میں کلام کا مضائقہ نہیں ۔ مگر رؤیت نہ ہونا چاہیئے)۔

(۳) وبدعوة النبي صلى الله عليه وسلم : "اللهم أيد الإسلام بعمر"

ترجمہ : اور اس دعاء کے سبب (حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو فضیلت دی گئی) جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے (ان کے حق میں اس طرح) مانگی تھی ۔ اے اللہ ! اسلام کو عمر کے ذریعے تقویت پہنچا۔

(۴) وبرأيه في أبي بكر كان أول ناس بايعه . [2]

ترجمہ : اور اس اجتہاد کے سبب جو (حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کی بابت کیا تھا ۔ اور لوگوں میں سب سے پہلے (حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت پر) بیعت کی تھی ۔ [3]

---

(۱) سورة الاحزاب ۳۳ : ۵۳ (۲) رواه أحمد (۳) مشكوة المصابيح ص: ۵۵۸، ۵۵۹

۱۱) سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی ایک کرامت :

اسلامی تاریخ نے اپنی اوراق میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ایک عظیم کرامت کا ذکر محفوظ کیا ہے ۔ چنانچہ علامہ عبد الرحمن ابن خلدون رقمطراز ہیں :

''حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خطبہ کے دوران مدینہ میں فرمایا : یا سارية الجبل یعنی اے ساریہ (سپہ سالار لشکر اسلام) پہاڑ کی آڑ لے ۔ یہ ساریہ بن زنیم مسلمان فوج کے سپہ سالار تھے اور فتوحات کے زمانے میں عراق میں لڑ رہے تھے ایک گھمسان کی جنگ میں مشرکوں میں گھِر گئے اور شکست کے سے آثار نظر آنے لگے ۔ ان کے قریب ہی پہاڑ تھا جس کی آڑ لے سکتے تھے جنگ کا یہ تمام منظر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آنکھوں کے سامنے آیا ، آپ مدینہ میں منبر پر خطبہ دے رہے تھے کہ اچانک آپ نے یہ سماں دیکھا فوراً بلند آواز سے کہا کہ پہاڑ کی آڑ لے لو ۔ ساریہ نے اپنی جگہ پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آواز ہی نہیں سنی بلکہ انہیں اپنے سامنے دیکھا بھی ، یہ واقعہ لوگوں میں مشہور ہے ۔ [1]

دور حاضر میں مسلمان تو مسلمان غیر مسلم حکمرانوں نے جرائم کی روک تھام کے لئے کینیڈا میں عمر لاز نافذ کئے یہ اس بات کا بین ثبوت ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اسلامی خلافت راشدہ کی جو عملی مثال پیش فرمائی وہ آج بھی شمع ہدایت کا چمکتا دمکتا مینار ہے جس سے نہ صرف مسلمان بلکہ غیر مسلم بھی نفع اٹھا رہے ہیں ۔

اس کے برخلاف بعض ازلی بدبخت وشقی القلب لوگ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے خلاف غلیظ اور گندی زبان کھلے عام سڑکوں پر استعمال کر کے اپنی آخرت خراب کر رہے

---

(۱) مقدمہ ابن خلدون حصہ اول ص: ۳۱۹ ، سير أعلام النبلاء للامام شمس الدين محمد بن احمد بن عثمان الذهبي ج: ۲ ص: ۵۶۵ سنة ثلاث وعشرين ط : دارالفكر بيروت ، الإصابة في تمييز الصحابة الترجمة رقم : ۳۰۳۴ في ترجمة سارية بن زنيم ، وتهذيب تاريخ دمشق : ۶/ ۴۳، وتاريخ الإسلام للذهبي : ۲: ۴۹ ، والنجوم الزاهرة : ۱/ ۷۷

ہیں کاش کہ پاکستان میں اسلامی حکومت ہوتی اور ایسے لوگوں کی زبان کو لگام لگاتی ۔ ان کی بدزبانی سے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی شان میں کوئی کمی نہیں آئے گی وہ تو رسول اللہ ﷺ اور سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ مدینہ منورہ میں قیامت تک آرام فرمارہے ہیں اور روزانہ بے شمار مسلمان ان کو سلام عقیدت پیش کرتے ہیں ۔ اور ان کے لئے ایصال ثواب کرتے ہیں ۔

رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِّلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ ۝

زیر نظر کتاب میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے اٹھارہ[18] موافقات ترتیب کے ساتھ جمع کئے گئے ہیں ۔ یہ کتاب ایک مقدمہ اور چار فصلوں پر مشتمل ہے ۔ اور اس کا نام ''موافقاتِ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ'' رکھا گیا ہے ۔

فصل نمبر ۱ : موافقاتِ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ الفاظ کے ساتھ
فصل نمبر ۲ : موافقاتِ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ معنوی طور پر
فصل نمبر ۳ : موافقاتِ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ (تورات کے مطابق)
فصل نمبر ۴ : مزید موافقاتِ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ

غالباً اردو زبان میں یہ پہلی کوشش ہے اس سے قبل کتب تفاسیر اور احادیث میں اس کا تذکرہ الگ الگ مواقع پر ملتا ہے مگر کتابی شکل میں یکجا نظر سے نہیں گزرا۔ اللہ عزوجل سے دعا ہے کہ اس کو اپنی بارگاہِ عالی میں شرف قبولیت عطافرمائیں اور عوام کی ہدایت کا ذریعہ بنائیں اور اس کا نفع عام وتام فرمائیں اور آخرت میں حشر انہی حضراتِ صحابہ کرامؓ کے ساتھ فرمائیں ۔ آمین

فقیر لیاقت علی شاہ بن مولانا حافظ منہر شاہ صاحبؒ
۲۰ رشعبان المعظم ۱۴۳۲ھ ر ۲۳ جولائی ۲۰۱۱ء

مختصر تذکرہ

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ

ازقلم : حضرت اقدس پیرجی مولانا محمد ادریس انصاری رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا نام عمر، والد کا نام خطّاب ، لقب فاروق ،کنیت ابوحفص ہے ۔قبیلہ قریش کی شاخ بنوعدی سے تعلق رکھتے ہیں ۔

اسلام : نبوت کے چھٹے یا پانچویں سال میں یہ چالیسویں مسلمان ہوئے ۔

روایت حدیث . پانچ سو انتالیس حدیثوں کی روایت کی ۔ ان کی دس حدیثیں متفق علیہ ہیں ۔ امام بخاریؒ نے نو[9] اور امام مسلمؒ نے پندرہ[15] حدیثیں جُدا جُدا لی ہیں ۔ ان سے روایت کرنے والے عبد اللہ بن عمرؓ ، عاصم بن عمر، عبید اللہ ،علقمہ بن وقاص وغیرہ ہیں ۔

بدر اور اس کے بعد کی تمام جنگوں میں شریک جہاد رہے البتہ تبوک میں شریک نہ ہوسکے ۔

فاروق کا لقب : ابن عباسؓ کہتے ہیں۔ میں نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آپ کو فاروق کیوں کہا گیا ؟ انہوں نے فرمایا ۔ مجھ سے تین دن پہلے حمزہ رضی اللہ عنہ مسلمان ہوگئے تو اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں اسلام لانے کی رغبت پیدا فرمادی اور میں نے کہا :اَللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ لَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنٰى۔ اس کے بعد روئے زمین پر کوئی ہستی ایسی نہیں تھی جو مجھے رسول اللہ ﷺ سے زیادہ محبوب ہو یعنی اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں حضور ﷺ کی محبت غالب فرمادی ۔ میں نے کہا رسول اللہ ﷺ کہاں ہیں ۔ میری بہن نے کہا۔ صفا کے پاس ارقم بن ابی الارقم کے گھر میں ہیں ۔ وہاں آیا ۔ وہاں حمزہ رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے اور

رسول اللہ ﷺ اندر کمرے میں تھے ۔ میں نے دروازہ کھٹکھٹایا تو لوگ ایک جگہ جمع ہوگئے ۔ حمزہ رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا تمہیں کیا ہوگیا ۔ انہوں نے کہا ۔ عمر بن الخطاب ہے ۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا یہ بات سن کر رسول اللہ ﷺ اندر سے نکل آئے ، اور میرے کپڑے پکڑ کر مجھے جھٹکا دیا ۔ آپ کا جھٹکا دینا تھا کہ مجھ سے رہا نہ گیا اور بے قابو ہوکر اپنے گھٹنوں کے بل گر پڑا ۔ جب میں گر پڑا ، تو حضور ﷺ نے فرمایا ۔ عمر تو باز نہیں آئے گا ۔ میں نے کہا :

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

میرا کلمہ سن کر گھر والوں نے اس زور سے اَللّٰهُ أَكْبَرُ کہا کہ مسجد والوں نے سن لیا ۔ اس کے بعد میں نے عرض کیا ۔ یارسول اللہ ! کیا ہم حق پر نہیں ہیں خواہ مریں یا جئیں ۔ آپؐ نے فرمایا ۔ ہاں تم حق پر ہو خواہ مرو یا جیؤ ۔ میں نے عرض کیا ۔ پھر ہم چھپ کر کیوں رہیں ۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ، ہم ضرور باہر نکلیں گے ، اور اس کے بعد ہم حضور ﷺ کو گھر سے باہر لائے ۔ دو قطاریں بنائیں ۔ اگلی قطار میں حمزہ رضی اللہ عنہ تھے اور پچھلی میں میں تھا اور درمیان میں رسول اللہ ﷺ تھے ۔ حتی کہ ہم خانہ کعبہ کی حدود میں داخل ہوگئے ۔ جب مجھے اور حمزہ رضی اللہ عنہ کو قریش نے دیکھا تو ان پر غم کا پہاڑ ٹوٹ پڑا ۔ اس دن رسول اللہ ﷺ نے میرا نام '' فاروق '' رکھا ۔ اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعہ حق اور باطل کو جدا کردیا ۔

داؤد بن الحصین اور زہریؒ کہتے ہیں ۔ جب عمر رضی اللہ عنہ اسلام لائے تو جبرائیلؑ آسمان سے آئے اور کہا ۔ آسمان والوں کی طرف سے عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کی بشارت اور مبارک باد قبول کرو ۔ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا ۔ اللہ کی قسم میرا یہ

خیال ہے اگر عمر رضی اللہ عنہ کا علم ترازو کے ایک پلڑے میں رکھا جائے ، اور دوسرے پلڑے میں تمام زندہ لوگوں کا علم رکھا جائے تو عمر رضی اللہ عنہ کے علم والا پلڑا بھاری ہو ، اور میرا یہ خیال بھی ہے کہ جب عمر رضی اللہ عنہ دنیا سے رخصت ہوئے تو علم کی نو دھائیاں وہ اپنے ساتھ لے گئے اور ایک دھائی اپنے بعد والوں کے لئے چھوڑ گئے ۔

حُلیہ مبارک : رنگ سفید تھا اس پر سُرخی معلوم ہوتی تھی یعنی سرخ سفید رنگ تھا بڑا قد تھا ۔ ان کے جوڑ مضبوط اور چوڑے تھے ۔ آنکھیں بہت سرخ تھیں ۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان کو اپنا جانشین اور مسلمانوں کا امیر بنایا تھا ۔ ان کی خلافت کی مدت دس[1] سال چھ ماہ ہے ۔ بدھ کے روز ۲۶ ذی الحجہ ۲۳ھ کو مغیرہ بن شعبہ کے غلام ابو لؤلؤہ نے نماز پڑھتے ہوئے ان کے برچھا مارا جس کی وجہ سے ان کی موت واقع ہوئی ۔ اتوار کے دن ۱۰ محرم ۲۴ھ کو دفن کئے گئے ۔

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ نے ان کے جنازہ کی نماز پڑھائی ۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی عمر کے بارہ میں صحیح قول یہ ہے کہ ان کی عمر ۶۳ سال کی ہوئی ۔[1]

(۱) حالات ومقالات صحابہؓ ص: ۲۱۰

موافقاتِ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے موافقات کی تعداد پندرہ ہے۔ نو[9] الفاظ کے ساتھ، چار[4] معنوی طور پر اور دو[2] توراۃ میں اور بعض حضرات نے اس پر تین[3] کا اضافہ کیا ہے اس طرح تعداد اٹھارہ[18] ہے۔[1]

فصل نمبر ۱

موافقات سیدنا عمر رضی اللہ عنہ

الفاظ کے ساتھ نو (۹) ہیں:

''وافقت اللہ فی ثلاث''

(۱) مقام ابراہیم کو نماز پڑھنے کی جگہ بنانے کی تمنا:

(۲) امہات المؤمنین کو پردے کا حکم دینے کے لئے خواہش کا اظہار:

(۳) بعض ازواج مطہرات رضی اللہ عنھن سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضگی کا علم ہونے پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مشورہ:

عن أنس قال: قال عمر وافقت الله في ثلاث . أو وافقني ربي في ثلاث قلت يا رسول الله لو اتخذت مقام إبراهيم مصلى وقلت يا رسول الله يدخل عليك البر والفاجر فلو أمرت أمهات المؤمنين بالحجاب فأنزل الله اية الحجاب قال

(۱) ارشاد الساری شرح صحیح البخاری للامام شہاب الدین ابی العباس احمد بن محمد الشافعی القسطلانی ج:۱۰ص: ۵۱۸، ۵۱۹ط: دارالکتب العلمیۃ بیروت

وبلغني معاتبة النبي صلى الله عليه وسلم بعض نسائه فدخلت عليهن قلت إن انتهيتن . أو ليبدلن الله رسوله صلى الله عليه وسلم خيرا منكن حتى أتيت إحدى نسائه قالت يا عمر أما في رسول الله صلى الله عليه وسلم ما يعظ نساءه حتى تعظهن أنت فأنزل الله : { عسى ربه إن طلقكن أن يبدله أزواجا خيرا منكن مسلمات } الآية.[1]

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تین امور میں اللہ تعالیٰ کے (نازل ہونے والے حکم سے میری رائے) پہلے ہی موافق ہوگئی یا میرے رب نے تین مواقع پر میری رائے کے مطابق حکم نازل فرمایا۔ میں نے عرض کی تھی یا رسول اللہؐ! کاش آپ مقامِ ابراہیم کو نماز پڑھنے کی جگہ بناتے (تو یہ آیت نازل ہوئی: وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى)[1] اور میں نے عرض کی تھی کہ یا رسول اللہ! آپ کے گھر میں نیک و بد ہر طرح کے لوگ آتے ہیں، کاش آپ امہات المؤمنین کو پردہ کا حکم دے دیتے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے آیتِ حجاب (پردہ کی آیت) نازل فرمائی۔ فرمایا کہ مجھے بعض ازواج مطہراتؓ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضگی کا علم ہوا میں ان کے یہاں گیا اور ان سے کہا کہ تم لوگ باز آجاؤ ورنہ اللہ تعالیٰ تم سے بہتر ازواج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بدل دے گا۔ آخر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

(۱) صحیح البخاری ،کتاب التفسیر سورۃ البقرۃ باب وَاتَّخِذُوا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى ج:۲ص: ۶۴۴، سورۃ الاحزاب باب قولہ لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ ......ج:۲ص: ۷۰۶ ، کتاب الصلاۃ ج:۱ص: ۵۸ ۞ سورۃ البقرۃ ۲ : ۱۲۵ ترجمہ: ''اور مقام ابراہیم کو نماز کی جگہ بناؤ۔''

عَسٰی رَبُّهٗۤ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ يُّبْدِلَهٗۤ...... مُسْلِمٰتٍ ...۔ (الآیۃ)۔

فائدہ:ان مذکورہ اُمور میں اللہ پاک نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تجویز اور رائے کے مطابق آیات و احکام نازل فرمائے، اس کے باوجود حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے از روئے ادب و تعظیم یوں فرمایا کہ میں نے تین امور میں اللہ کی موافقت کی اسی لیے توان کے القاب میں کہا جاتا ہے: ناطقاً بالحق والصواب (یعنی راست ودرست، مناسب وموزوں، سچ اور صحیح بولنے والے اور اصابت رائے کے مالک)۔

آیت حجاب:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ اِلَّاۤ اَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ اِلٰى طَعَامٍ غَيْرَ نٰظِرِيْنَ اِنٰىهُ ۙ وَ لٰكِنْ اِذَا دُعِيْتُمْ فَادْخُلُوْا فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَ لَا مُسْتَاْنِسِيْنَ لِحَدِيْثٍ ؕ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيٖ مِنْكُمْ ۫ وَ اللّٰهُ لَا يَسْتَحْيٖ مِنَ الْحَقِّ ؕ وَ اِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْـَٔلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ؕ [1]

ترجمہ: ''اے ایمان والو! نبی کے گھروں میں داخل نہ ہو مگر اس وقت کہ تمہیں کھانے کے لیے اجازت دی جائے، نہ اسکی تیاری کا انتظار کرتے ہوئے۔ لیکن جب تمہیں بلایا جائے تب داخل ہو پھر جب تم کھا چکو تو اٹھ کر چلے جاؤ اور باتوں کے لیے جم کر نہ بیٹھو کیونکہ اس سے نبی کو تکلیف پہنچتی ہے اور وہ تم سے شرم کرتے ہیں۔ اور حق بات کہنے سے اللہ شرم نہیں کرتا۔ اور جب نبی کی بیویوں سے کوئی چیز مانگو تو پردے کے باہر سے مانگا کرو۔''

آیت حجاب کا شان نزول:

(ا) آیتِ حجاب کے بارے میں ہی حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت سے صحیح بخاری

(۱) سورۃ الاحزاب ۳۳: ۵۳

میں آیا ہے؛ فرماتے ہیں: میں اس آیت، یعنی آیت حجاب (کے شان نزول) کے متعلق خوب جانتا ہوں۔ جب حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے نبی اکرم ﷺ نے نکاح ° فرمایا اور وہ آپ ﷺ کے پاس گھر ہی میں تھیں، آپ ﷺ نے کھانا تیار کروایا اور قوم کو بلایا۔ (کھانے سے فارغ ہونے کے بعد) لوگ بیٹھے باتیں کرتے رہے۔ آپ ﷺ باہر جاتے پھر اندر تشریف لاتے (تاکہ لوگ اُٹھ جائیں) لیکن لوگ بیٹھے باتیں کرتے رہے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی: ''اے ایمان والو! نبیؐ کے گھروں میں مت جایا کرو۔ بجز اس وقت کے جب تمہیں (کھانے کے لیے) اجازت دے دی جائے ایسے طور پر کہ اس کی تیاری کے منتظر نہ رہو۔'' (اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد) مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ کے بعد پردہ ہونے لگا اور لوگ کھڑے ہوگئے۔[1]

(ب) اور حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ بھی وہیں تشریف فرما تھے اور ام المؤمنین حضرت زینب رضی اللہ عنہا بھی اسی جگہ موجود تھیں جو حیا کی وجہ سے دیوار کی طرف اپنا رخ پھیرے ہوئے بیٹھی تھیں۔ ان لوگوں کے اس طرح بیٹھنے سے رسول اللہ ﷺ کو تکلیف ہوئی۔ آپ ﷺ گھر سے باہر تشریف لائے اور دوسری ازواج مطہرات کے پاس ملاقات و سلام کے لیے تشریف لے گئے۔ جب آپ ﷺ پھر واپس گھر میں آئے تو یہ لوگ وہیں موجود تھے۔ آپ ﷺ کے لوٹنے کے بعد ان لوگوں کو احساس ہوا تو منتشر ہوگئے۔

رسول اللہ ﷺ مکان کے اندر تشریف لائے تو تھوڑا سا وقت ہی گزرا تھا کہ آپ ﷺ پھر باہر تشریف لائے، میں وہاں موجود تھا۔ آپ ﷺ نے یہ آیت جو

° تفسیر روح المعانی میں حضرت انسؓ کی روایت نقل کی ہے کہ ذی قعدہ ۵ھ ہجری میں یہ عقد ہوا ہے۔

(۱) صحیح البخاری. کتاب التفسیر. باب قولہ لاتدخلوا بیوت النبی.....ج: ۲ص: ۷۰۶

اسی وقت نازل ہوئی تھی پڑھ کر سنائی:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ... الاٰية۔ [1]

(ج) حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''وافقت ربی فی ثلث''، میں نے تین باتوں میں اپنے رب کی موافقت کی ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے ایک بات حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دل میں ڈال دی۔ پھر اسی کے مطابق حکم اور آیت نازل فرمادی۔ [2]

③ سورۃ التحریم آیت نمبر ۵:

عَسٰى رَبُّهٗٓ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ يُّبْدِلَهٗٓ اَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنْكُنَّ مُسْلِمٰتٍ مُّؤْمِنٰتٍ قٰنِتٰتٍ تٰٓئِبٰتٍ عٰبِدٰتٍ سٰٓئِحٰتٍ ثَيِّبٰتٍ وَّاَبْكَارًا ۝

ترجمہ: اگر نبی تمہیں طلاق دے دے تو بہت جلد اسکا رب اس کے بدلے میں تم سے اچھی بیویاں دے دے گا۔ فرمانبردار، ایمان والیاں، نمازی، توبہ کرنے والیاں، عبادت گزار، روزہ دار، بیوائیں اور کنواریاں۔

(۴) بدر کے قیدیوں کے بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے:

بدر کے قیدیوں کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشورہ طلب کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، یہ کفر کے سردار ہیں ان کی گردنیں اڑا دیجئے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی رائے فدیہ لیکر چھوڑنے کی تھی۔ آیت نازل ہوئی:

مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗٓ اَسْرٰى حَتّٰى يُثْخِنَ فِي الْاَرْضِ ۭ تُرِيْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْيَا ۖ وَاللّٰهُ يُرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ۭ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ

(۱) جامع ترمذی ,ابواب التفسیر ج: ۲ ص: ۱۵۲، نوٹ: آیاتِ حجاب کے نزول کے بارے میں یہ تینوں روایات حدیث میں مذکور ہیں۔ ہوسکتا ہے کہ تینوں واقعات کا مجموعہ ہی نزول کا سبب بنا ہو۔

(۲) صحیح مسلم, ج: ۲ ص: ۲۸۲، ط: رحمانیہ, صحیح البخاری ج: ۲ ص: ۱۲۰۹، ط: الطاف)

حَكِيْمٌ ۝ لَوْلَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيْمَآ اَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝ فَكُلُوْا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلٰلًا طَيِّبًا [1]

ترجمہ: نبی (کی شان) کے لائق نہیں کہ ان کے قیدی (باقی) رہیں (بلکہ قتل کردیئے جائیں) جب تک کہ وہ زمین میں اچھی طرح (کفار کی) خونریزی نہ کرلیں۔ تم تو دنیا کا مال واسباب چاہتے ہو۔ اور اللہ تعالیٰ آخرت (کی مصلحت) کو چاہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ بڑے زبردست ہیں بڑی حکمت والے ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ کا ایک نوشتہ (مقدر) نہ ہوچکتا، تو جو امر تم نے اختیار کیا ہے، اس کے بارے میں تم پر کوئی بڑی سزا واقع ہوتی۔ سو جو کچھ تم نے لیا ہے اس کو حلال پاک (سمجھ کر) کھاؤ [2]

(۵) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایلاء کے بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ ایلاء کرلیا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اگر آپ نے اپنی عورتوں کو طلاق دی ہے تو اللہ عز وجل آپ کے ساتھ ہے اور جبریل علیہ السلام اور میں اور ابو بکر رضی اللہ عنہ اور مؤمنین بھی آپ کے ساتھ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

وَاِنْ تَظٰهَرَا عَلَيْهِ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰىهُ وَجِبْرِيْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيْرٌ ۝ [3]

ترجمہ: اور اگر (اس طرح) پیغمبر کے مقابلہ میں تم دونوں کاروائیاں کرتی رہیں تو یاد رکھو پیغمبر کا رفیق اللہ ہے اور جبرئیل ہے اور نیک مسلمان ہیں اور ان کے علاوہ فرشتے (آپ کے) مدگار ہیں۔

(۱) سورۃ الانفال ۸: ۶۷ تا ۶۹ (۱) صحیح مسلم, کتاب الجہاد ج۔۲, ص: ۱۰۳ (۲) سورۃ التحریم ۶۶: ۴

(۶) منافقین کی نماز جنازہ نہ پڑھانے کی تجویز:

(ا)۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ جب عبد اللہ بن اُبی (رئیس المنافقین) مرگیا تو اسکا بیٹا عبد اللہ بن عبد اللہ خدمتِ عالی میں حاضر ہوا اور اس نے کہا کہ میرے والد وفات پاگئے ہیں۔ آپ ﷺ اپنا کرتہ عنایت فرما دیں جو اسے بطورِ کفن پہنا دیا جائے۔ آپ ﷺ نے اپنا کرتہ عنایت فرمادیا۔ پھر عرض کیا کہ آپ ﷺ نماز (جنازہ) پڑھائیں۔ آپ ﷺ نماز پڑھانے کے لیے کھڑے ہوگئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کا کپڑا پکڑا اور عرض کیا کہ آپ ﷺ اس کی نماز جنازہ پڑھانے جارہے ہیں، جبکہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اس سے منع بھی فرما دیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اختیار دیا ہے؛ فرمایا ہے کہ:

{اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ۭ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً}

ترجمہ: آپ ان کے لیے استغفار کریں، خواہ ان کے لیے استغفار نہ کریں۔
اگر آپ ان کے لیے ستر (۷۰) بار بھی استغفار کریں۔

اس لیے میں ستر بار سے زیادہ استغفار کروں گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: لیکن یہ شخص تو منافق ہے۔ بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔ (اس کے بعد) اللہ نے (یہ آیت) نازل فرمائی:

{وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ ۭ} [1]

ترجمہ: "اور ان میں سے جو مرجائے کسی پر کبھی نماز نہ پڑھ؛ اور نہ اس کی قبر پر کھڑا ہو۔" [2]

(۱) سورۃ التوبۃ ۹: ۸۴ (۲) صحیح البخاری کتاب التفسیر ج: ۲ ص: ۶۷۳

(ب)۔ حضرت ابن عباسؓ، حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب عبد اللہ بن اُبی بن سلول کا انتقال ہوا تو رسول اللہ ﷺ سے اس کی نماز جنازہ پڑھانے کے لئے کہا گیا جب رسول اللہ ﷺ نماز پڑھانے کے لئے کھڑے ہوئے تو میں جھپٹ کے آپ کے پاس پہنچا اور عرض کی یارسول اللہ ﷺ! آپ ابن ابی (منافق) کی نماز (جنازہ) پڑھانے کے لئے تیار ہوگئے ہیں حالانکہ اس نے فلاں فلاں دن اس طرح کی باتیں (اسلام کے خلاف) کی تھیں، (حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے) فرمایا کہ میں اس کی کہی ہوئی باتیں ایک ایک کرکے پیش کرنے لگا (لیکن) رسول اللہ ﷺ نے تبسم فرمایا اور فرمایا اے عمر! صف میں جاکر کھڑے ہوجاؤ میں نے اصرار کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے اختیار دیا گیا ہے اس لئے میں نے (ان کے لئے استغفار کرنے اور ان پر نماز جنازہ پڑھانے ہی کو) پسند کیا اگر مجھے یہ معلوم ہوجائے کہ ستر مرتبہ سے زیادہ استغفار کرنے سے اس کی مغفرت ہوجائے گی تو میں ستر مرتبہ سے زیادہ استغفار کرونگا پھر رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھائی اور واپس تشریف لائے تھوڑی ہی دیر ابھی ہوئی تھی کہ سورۃ براۃ کی دو آیتیں نازل ہوئی:

{وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ ۭ اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَاتُوْا وَهُمْ فٰسِقُوْنَ}

ترجمہ: "اور ان میں سے جو مرجائے کسی پر کبھی نماز نہ پڑھ، اور نہ اس کی قبر پر کھڑا ہو بے شک انہوں نے اللہ اور اس کے رسول سے کفر کیا اور نافرمانی کی حالت میں مرگئے۔"

(حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے) فرمایا، مجھے رسول اللہ ﷺ کے سامنے اپنی اس

درجہ جرأت پر خود بھی حیرت ہوئی اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول بہتر جاننے والے ہیں۔[۱]

(ج) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا کہنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بعد کسی منافق پر نہ تو نماز جنازہ ادا کی اور نہ ہی اسکی قبر پر کھڑے ہوئے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوگیا۔[۲]

(۷) منافقین کے لئے استغفار کرنا اور نہ کرنا برابر:

جب یہ آیت نازل ہوئی:

{اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ؕ }[۳]

"اگر آپ ستر بار ان کے لیے مغفرت طلب کریں تب بھی اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت ہرگز نہیں کرے گا"۔

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں ستر بار سے بھی زائد مرتبہ مغفرت طلب کروں گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ کبھی بھی ان کی مغفرت نہیں کریگے، آپؐ ان کے لیے معافی مانگیں یا نہ مانگیں۔ پس (یہ آیت) نازل ہوئی:

{سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ اَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ اَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ؕ لَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ؕ }[۴]

ترجمہ: "برابر ہے خواہ آپ ان کے لیے معافی مانگیں یا نہ مانگیں، اللہ انہیں ہرگز نہیں بخشے گا"۔[۵]

---

(۱) صحیح البخاری کتاب التفسیر باب استغفر لهم أو لا تستغفر لهم إن تستغفر لهم سبعين مرة ج: ۲ ص: ۶۷۴ (۲) اسباب نزول القرآن تالیف امام ابی الحسن علی بن احمد الواحدی ص: ۲۶۲، ط: دار الکتب العلمیة بیروت، الطبعة الثالثه ۱۴۲۴ھ (۳) سورۃ التوبة ۹: ۸۰ (۴) سورۃ المنافقون ۶۳: ۶ (۵) ارشاد الساری شرح صحیح البخاری ج: ۱۰ ص: ۵۱۸

(۸) فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ کہنے پر یہی الفاظ آیت قرآن بن کر نازل ہوئے:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، میں نے چار باتوں میں اپنے رب سے موافقت کی...... جب (یہ) آیتیں نازل ہوئیں: وَ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ ۚ﴿۱۲﴾ تا ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ ؕ (سورۃ المؤمنون ۲۳: ۱۲ تا ۱۴)، تو اس پر میں نے فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ کہا تو " فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ ﴿۱۴﴾ " والی آیت نازل ہوئی۔[۱]

وَ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ ۚ﴿۱۲﴾ ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ﴿۱۳﴾ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ٭ ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ ؕ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ ﴿۱۴﴾

ترجمہ: اور ہم نے بنایا آدمی کو چنی ہوئی مٹی سے پھر ہم نے رکھا اس کو پانی کی بوند کر کے ایک جمے ہوئے ٹھکانہ میں پھر بنایا اس بوند سے لہو جما ہوا پھر بنائی اس لہو جمے ہوئے سے گوشت کی بوٹی پھر بنائیں اس بوٹی سے ہڈیاں پھر پہنایا ان ہڈیوں پر گوشت پھر اٹھا کھڑا کیا اُس کو ایک نئی صورت میں سو بڑی برکت اللہ کی جو سب سے بہتر بنانے والا ہے۔

---

(۱) اسباب نزول القرآن للواحدی ص: ۳۲۳

(۹) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں " سُبْحَانَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيمٌ " کہنے پر یہی الفاظ قرآن بن کر نازل ہوئے :

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں اہل الافک نے جو کچھ کہا تھا اس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے جب مشورہ فرمایا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اس سے آپ کا نکاح کس نے کیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: کیا آپ ﷺ گمان رکھتے ہیں کہ آپ کا رب اس بارے میں آپ پر (کوئی بات) چھپائے رکھے گا۔

سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيمٌ ﴿١٦﴾ [1]

ترجمہ: اللہ تو پاک ہے یہ تو بڑا بہتان ہے۔

پس اللہ تعالیٰ نے اس کو نازل فرمایا۔ صاحب 'الریاض' نے انصار کے ایک شخص سے اس کو نقل کیا۔ [2]

---

(۱) سورۃ النور ۲۴: ۱۶ (۲) ارشاد الساری شرح صحیح البخاری ج:۱۰ ص:۵۱۸

فصل نمبر ۲

معنوی طور پر:

موافقاتِ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ معنوی طور پر چار ہیں :

(۱۰) یہودیوں کے حضرت جبریل علیہ السلام کو دشمن قرار دینے پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا حضرت جبریل ومیکائیل علیہما السلام کو پسندیدہ قرار دینا :

(۱) قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيلَ فَإِنَّهُ نَزَّلَهُ عَلَىٰ قَلْبِكَ بِإِذْنِ اللَّهِ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُدًى وَبُشْرَىٰ لِلْمُؤْمِنِينَ ﴿٩٧﴾ مَن كَانَ عَدُوًّا لِّلَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَرُسُلِهِ وَجِبْرِيلَ وَمِيكَالَ فَإِنَّ اللَّهَ عَدُوٌّ لِّلْكَافِرِينَ ﴿٩٨﴾ [1]

ترجمہ: تو کہدے جو کوئی ہوئے دشمن جبریل کا سو اس نے تو اتارا ہے یہ کلام تیرے دل پر اللہ کے حکم سے کہ سچا بتانے والا ہے اس کلام کو جو اس سے پہلے ہے اور راہ دکھتا ہے اور خوشخبری سناتا ہے ایمان والوں کو، جو کوئی ہوئے دشمن اللہ کا اور اس کے فرشتوں کا اور اس کے پیغمبروں کا اور جبریل اور میکائیل کا تو اللہ دشمن ہے ان کافروں کا۔ [2]

۱- امام ابی جعفر محمد بن جریر طبریؒ نے فرمایا کہ اس پر تمام مفسرین کا اتفاق

---

(۱) سورۃ البقرۃ ۲: ۹۷، ۹۸ (۲) تفسیر عثمانی

ہے کہ جب یہودیوں نے حضرت جبریل علیہ السلام کو اپنا دشمن اور حضرت میکائیل علیہ السلام کو اپنا دوست بتایا تھا اس وقت ان کے جواب میں یہ آیات نازل ہوئیں۔ ان آیات کے سببِ نزول کے بارے میں مروی روایات میں سے ایک روایت یہ ہے:

"حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہود سے فرمایا کہ میں تمہیں اللہ کی قسم دیکر پوچھتا ہوں کہ کیا تمہاری کتاب میں (حضرت) محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف تم پاتے ہو؟ انہوں نے کہا: 'ہاں'۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: پھر کونسی چیز تمہیں انکی اتباع سے منع کرتی ہے؟ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر رسول کیلئے فرشتوں میں سے ایک کفیل مبعوث کیا اور جبرئیل، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دوست اور ولی ہے اور فرشتوں میں یہی ہمارا دشمن ہے۔ جبکہ میکائیل ہمارا دوست ہے۔ اگر وہی آتا تو ہم انکی اتباع کرتے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ جبریل علیہ السلام کے لیے یہ چیز ہرگز جائز نہیں کہ وہ میکائیل سے دشمنی رکھیں اور میکائیل علیہ السلام کے حق میں اس چیز کا تصور محال ہے کہ وہ جبریلؑ کے دشمن سے دوستی رکھیں اور جبریلؑ و میکائیلؑ اور ان کے پروردگار کی نظر میں وہ حضرات پسندیدہ ہیں جو اُن سے محبت کریں اور وہ لوگ مبغوض ہیں جو ان سے دشمنی اور بغض رکھیں۔ اس کے بعد میں وہاں سے اٹھ کھڑا ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابن خطاب! کیا میں تمہیں وہ آیات نہ سناؤں جو مجھ پر (تھوڑی دیر) پہلے نازل ہوئی تھیں۔ میں نے عرض کیا جی ہاں، کیوں نہیں! تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسپر فرمایا: قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيلَ... فَإِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ۔ میں نے عرض کیا اس ذات پاک کی قسم جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی بنا کر مبعوث فرمایا، میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف یہود کی بات بتانے آیا ہوں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر تو خدائے لطیف وخبیر نے مجھے

پہلے ہی مطلع کر دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دین کے مقابلے میں پتھر سے زیادہ سخت دیکھ لیا ہے۔"[1]

(۱۱) شراب کے بارے میں تفصیلی اور واضح حکم کی تمنا:

(۲) حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ انہوں نے دعا کی: اللّٰهم بين لنا في الخمر بيان شفاء۔ "اے اللہ ہمارے لیے شراب کا صاف حکم بیان فرما دیجئے"۔ چنانچہ سورۃ البقرۃ کی یہ آیت نازل ہوئی:

يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَ الْمَيْسِرِ ؕ قُلْ فِيْهِمَآ اِثْمٌ كَبِيْرٌ۔ الآية[2]

ترجمہ: آپ سے شراب اور جوئے کے بارے میں پوچھتے ہیں؛ کہہ دو ان میں بڑا گناہ ہے۔

پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بلایا اور یہ آیت سنائی گئی۔ پھر انہوں نے دوبارہ وہی دعا کی تو سورۃ النسآء کی یہ آیت نازل ہوئی:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى[3]

ترجمہ: اے ایمان والو! جس وقت کہ تم نشہ میں ہو، نماز کے نزدیک نہ جاؤ۔

پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بلا کر یہ آیت سنائی گئی۔ پھر انہوں نے دوبارہ وہی دعا کی، پس

---

(۱) تفسیر الطبری المسمٰی جامع البیان فی تأویل القرآن ج:۱ ص:۴۷۶، ط:دار الکتب العلمیہ بیروت، الدر المنثور فی التفسیر المأثور للامام جلال الدین عبد الرحمن بن ابی بکر السیوطیؒ، ج:۱ ص:۱۷۴ علامہ سیوطیؒ نے لکھا ہے کہ سند صحیح ہے مگر شعبی نے حضرت عمرؓ کا زمانہ نہیں پایا۔ تفسیر ابن کثیر للامام الحافظ عماد الدین ابی الفداء اسماعیل بن کثیر القرشی الدمشقی: ج:۱، زیر آیاتِ بالا، ارشاد الساری ج:۱۰ ص:۵۱۸، اسباب نزول القرآن للواحدی ص:۳۳ ط:دار الکتب العلمیۃ بیروت، تفسیر ابن عباسؓ (اردو) مع لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ جلال الدین سیوطیؒ ج:۱ ص:۶۷، ط:مکی دار الکتب لاہور (۲) سورۃ البقرۃ ۲:۲۱۹ (۳) سورۃ النساء ۴:۴۳

سورۃ المآئدۃ کی یہ آیت نازل ہوئی:

اِنَّمَا یُرِیْدُ الشَّیْطٰنُ اَنْ یُّوْقِعَ بَیْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَ الْبَغْضَآءَ فِی الْخَمْرِ وَ الْمَیْسِرِ وَ یَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَ عَنِ الصَّلٰوةِ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ ۝ [1]

پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بلایا گیا اور یہ آیت پڑھ کر سنائی گئی تو فرمایا: انتہینا انتہینا (ہم باز آگئے، ہم باز آگئے)۔ [2]

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَ الْمَیْسِرُ وَ الْاَنْصَابُ وَ الْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ اِنَّمَا یُرِیْدُ الشَّیْطٰنُ اَنْ یُّوْقِعَ بَیْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَ الْبَغْضَآءَ فِی الْخَمْرِ وَ الْمَیْسِرِ وَ یَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَ عَنِ الصَّلٰوةِ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ ۝

ترجمہ: اے ایمان والو! شراب اور جوا اور بت اور فال کے تیر سب شیطان کے گندے کام ہیں سو ان سے بچتے رہو تا کہ تم نجات پاؤ شیطان تو یہی چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعے سے تم میں دشمنی اور بغض ڈال دے اور تمہیں اللہ تعالیٰ کی یاد سے اور نماز سے روکے، سو اب بھی باز آجاؤ۔

(۱) سورۃ المائدۃ ۵: ۹۰ (۲) جامع ترمذی ابواب تفسیر القرآن باب ومن سورۃ المائدۃ حدیث: ۳۰۴۹ ج:۲ ص: ۳۲۶ ، ط: الطاف، سنن ابی داؤد کتاب الاشربۃ باب فی تحریم الخمر حدیث: ۳۶۷۰ ج:۲ ص: ۵۳۰، سنن نسائی کتاب الاشربۃ باب تحریم الخمر حدیث: ۵۵۵۵ ص: ۹۲۴ ، مسند احمد حدیث: ۳۸۰ ج:۱ ص: ۸۶ ، ارشاد الساری ج:۱۰ ص: ۵۱۸ ، الدر المنثور فی تفسیر المأثور للامام جلال الدین السیوطی رحمہ اللہ ج:۱ ص: ۴۵۲ ، تفسیر ابن عباس رضی اللہ عنہ (اردو) مع لباب النقول فی اسباب النزول ج:۱ ص: ۱۳۰ ، جامع اسباب النزول سورۃ المائدۃ قولہ تعالیٰ: یٰایہا الذین اٰمنوا انما الخمر والمیسر ص: ۱۳۷، ۱۳۸، ط: قدیمی ، تفسیر الصاوی، حدیث: ۱۲۵۱۶، ج:۵ ص: ۳۴، ط: دار الکتب العلمیۃ بیروت

(۱۲) نماز فجر سے پہلے، دوپہر، نماز عشاء کے بعد استیذان کے بارے میں خواہش:

(۳) حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک انصاری لڑکے کو جس کو مدلج بن عمرو کہا جاتا تھا، دوپہر کے وقت حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا۔ وہ ان کے پاس گیا۔ اس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس حالت میں دیکھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو غلام کا اس حالت میں دیکھنا ناگوار ہوا۔ چنانچہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: یا رسول اللہ! میری خواہش ہے کہ اللہ تعالیٰ استیذان کے بارے میں ہمیں امر ونواہی سے مطلع کرتا تو اس پر اللہ تبارک وتعالیٰ نے (مندرجہ ذیل) آیت نازل فرمائی:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِیَسْتَاْذِنْكُمُ الَّذِیْنَ مَلَكَتْ اَیْمَانُكُمْ وَ الَّذِیْنَ لَمْ یَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ ثَلٰثَ مَرّٰتٍ ؕ مِنْ قَبْلِ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَ حِیْنَ تَضَعُوْنَ ثِیَابَكُمْ مِّنَ الظَّهِیْرَةِ وَ مِنْۢ بَعْدِ صَلٰوةِ الْعِشَآءِ ؕ ثَلٰثُ عَوْرٰتٍ لَّكُمْ ؕ [1]

ترجمہ: اے ایمان والو! تمہارے غلام اور تمہارے وہ لڑکے جو ابھی بالغ نہیں ہوئے تم سے ان وقتوں میں اجازت لے کر آیا کریں۔ صبح کی نماز سے پہلے، اور دوپہر کے وقت جب تم کپڑے اتار دیتے ہو، اور عشاء کی نماز کے بعد، یہ تینوں وقت تمہارے پردے کے ہیں۔ [2]

(۱) سورۃ النور ۲۴: ۵۸ (۲) اسباب نزول القرآن للامام ابی الحسن علی بن احمد الواحدی النیشاپوری حدیث: ۶۴۸ ص: ۳۳۹، ط: دار الکتب العلمیۃ بیروت جامع اسباب النزول ص: ۲۷۳، ط: قدیمی تفسیر ابن عباس رضی اللہ عنہ (اردو) ج:۲ ص: ۳۷۰، ارشاد الساری ج:۱۰ ص: ۵۱۹، ط: دار الکتب العلمیۃ بیروت

(۱۳) امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی جنت میں تعداد کے بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا رو پڑنا اور آیت کا نزول:

(۴۔الف) ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ ۝ وَ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ ۝[1]

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، جب یہ آیت نازل ہوئی:

ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ ۝ وَ قَلِيْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ ۝

ترجمہ: پہلوں میں سے بہت سے اور پچھلوں میں سے تھوڑے سے تو یہ چیز صحابۂ کرامؓ پر گراں گزری۔ اسوقت یہ آیت نازل ہوئی:

ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ ۝ وَ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ ۝

ترجمہ: بہت سے پہلوں میں سے ہوں گے اور بہت سے پچھلوں میں سے۔

پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

انتم ثلث اهل الجنة، بل انتم نصف اهل الجنة، وتقاسمونهم النصف الباقى

ترجمہ: تم لوگ تمام اہل جنت کا ثلث بلکہ نصف ہوں گے اور نصف باقی میں وہ تمہارے ساتھ شریک ہوں گے۔[2]

(۴۔ب)۔ حضرت عروۃ بن رویم کا قول ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے (یہ آیت) نازل فرمائی: ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ ۝ وَ قَلِيْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ ۝

تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ رو پڑے اور کہا یا رسول اللہ! ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کی۔ اس کے باوجود جو لوگ ہم میں سے نجات پائیں گے وہ قلیل ہونگے۔ اسپر اللہ تعالیٰ نے (یہ آیت) نازل فرمائی:

(۱) سورۃ الواقعۃ ۵۶: ۳۹، ۴۰ (۲) مسند احمد، حدیث: ۸۸۳۷، ج: ۳ ص: ۹۸، تفسیر الجامع لاحکام القرآن للامام القرطبی الجزء السابع عشر ص: ۱۴۷، ط: دار الفکر بیروت، الدر المنثور فی التفسیر المأثور ج: ۶ ص: ۲۱۸، تفسیر ابن کثیر عربی ج: ۴ ص: ۳۶۲، ط: قدیمی

ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ ۝ وَ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ ۝

بہت سے لوگ پہلوں میں سے ہونگے اور بہت سے پچھلوں میں سے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رضينا عن ربنا، ونصدق نبينا (ہم اپنے رب سے راضی ہوگئے اور ہم اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرتے ہیں)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر ہم تک ثلث اور ہم سے لیکر قیامت تک ثلث۔ اس عدد کو پورا کرنے کے لیے وہ سیاہ فام شتر بان ہونگے جنہوں نے لآ الٰہ الا اللہ کہا ہوگا۔[1]

(۱) اسباب نزول القرآن للواحدی النیسابوری ص: ۴۲۲، تفسیر ابن عباس رضی اللہ عنہ (اردو) ج: ۳ ص: ۳۲۳، ارشاد الساری ج: ۱۰ ص: ۵۱۹، الدر المنثور، رواہ عن جابر بن عبداللہ ج: ۶ ص: ۲۱۸

فصل نمبر ۳

موافقاتِ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ (تورات کے مطابق)

(۱۴) جنت کا عرض آسمان وزمین ہے، کے بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا جواب:

(ا۔الف)- طارق بن شہاب سے مروی ہے کہ ایک یہودی شخص حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا کہ آپ اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بارے میں کیا کہتے ہیں:

وَ سَارِعُوٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ جَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَ الْاَرْضُ ۙ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ ۝ [1]

ترجمہ: اور اپنے رب کی بخشش کی طرف دوڑو اور بہشت کی طرف جسکا عرض آسمان اور زمین ہے، جو پرہیزگاروں کے لیے تیار کی گئی ہے۔

تو یہ فرمایئے کہ جہنم کہاں گئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا: اس کو جواب دو۔ مگر کسی نے بھی جواب نہ دیا۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب دن آتا ہے اور زمین و آسمان کو روشن کر دیتا ہے تو رات کہاں چلی جاتی ہے؟ اس (یہودی) نے کہا: جہاں اللہ عز وجل چاہتا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اسی طرح جہنم بھی جہاں اللہ عز وجل چاہے گا۔ یہودی نے کہا: قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں آپ کی جان ہے، جس طرح آپ نے کہا اسی طرح کتاب اللہ

(۱) سورۃ آل عمران ۳: ۱۳۳

میں نازل ہوا تھا؛ (یعنی توراۃ میں)۔ [1]

(ا۔ب)- حضرت ابن عباسؓ سے ایک مرفوع روایت میں بھی یہی جواب مروی ہے:

این یکون اللیل اذ جاء النهار، واین یکون النهار اذ جاء اللیل؟

ترجمہ: جب دن آتا ہے تو رات کہاں چلی جاتی ہے؟ اور جب رات آتی ہے تو دن کہاں چلا جاتا ہے؟۔ [2]

(ا۔ج)- حضرت یعلی بن مرۃ سے مروی ہے، فرمایا کہ میری ملاقات تنوخی (یہ وہ قاصد ہے جو ہرقل کا خط لے کر خدمتِ نبویؐ میں حاضر ہوا تھا) سے بمقام حمص (ملکِ شام کا ایک مشہور شہر) میں ہوئی۔ اسوقت یہ بہت ہی بوڑھا ہوگیا تھا۔ کہنے لگا جب میں نے یہ خط رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بائیں طرف کے ایک صحابی کو دیا میں نے لوگوں سے انکا نام پوچھا، لوگوں نے کہا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ اس خط میں ہرقل نے (بطورِ اعتراض کے) ایک سوال لکھ کر بھیجا تھا کہ آپ مجھے اس جنت کی دعوت دے رہے ہیں جسکی چوڑائی آسمان و زمین کے برابر ہے تو یہ فرمایئے کہ پھر (جہنم کی) آگ کہاں گئی؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سبحان اللہ! رات کہاں جاتی جب دن آتا ہے؟ [3]

(۱) ارشاد الساری ج:۱۰ص:۵۱۹، تفسیر الطبری، حدیث:۷۸۳۱ تا ۷۸۳۴، ج:۳ص:۴۳۶، ۴۳۷، تفسیر ابن کثیر عربی ج:۱ص:۵۲۶، ط:قدیمی (۲) تفسیر ابن کثیر عربی ج:۱ص:۵۲۶، تفسیر الطبری حدیث:۷۸۳۵ ج:۳ ص:۴۳۷ (۳) تفسیر الطبری حدیث:۷۸۳۰ ج:۳ص:۴۳۶، تفسیرابن کثیر عربی ج:۱ص:۵۲۶، ط:قدیمی، مسند احمد حدیث التنوخی عن النبی ﷺ رقم:۱۰۲۲۸ ج:۴ص:۴۶۸، ط:دار احیاء التراث العربی بیروت۔

(۱۵) زمین کے بادشاہوں کے لئے 'بڑی تباہی ہے' کے بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا استثناء :

حضرت کعب احبار رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ ایک دن حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس تھے کہ کہا: آسمانوں کے بادشاہ کی طرف سے زمین کے بادشاہوں کیلئے بڑی تباہی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''الا من حاسب نفسہ''.

ترجمہ: مگر وہ جس نے اپنے نفس کا محاسبہ کرلیا۔

حضرت کعبؒ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے، بے شک آپ نے ضرور اس چیز کی اتباع کی جو کتاب اللہ میں ہے، (یعنی توراۃ میں ہے)۔ پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ (سجدہ میں) گر پڑے، اللہ کیلئے سجدہ کرنے والے۔[1]

(۱) ارشاد الساری ج:۱۰ ص:۵۱۹

فصل نمبر ۴

مزید موافقاتِ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ :

حضرت علامہ قسطلانیؒ لکھتے ہیں کہ (کتاب) 'الریاض' سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے (مندرجہ بالا) مناقب تلخیصاً لیے گئے ہیں اور بعض حضرات نے اس میں یہ بھی زیادہ کیا ہے۔

(۱۶) روزہ کی راتوں میں عورتوں سے ملنے کے بارے میں سہولت ملنے کا سبب :

(۱۔الف) حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرمایا : (روزوں کی فرضیت کے ابتدائی زمانے میں) مسلمان جب افطار کر لیتے تو کھاتے اور پیتے تھے اور (اپنی منکوحہ) عورتوں سے ملتے تھے جب تک سو نہ جاتے ۔ اور جیسے ہی سوجاتے تو اب اس کے مثل کوئی کام نہیں کرسکتے (یعنی سونے سے روزہ شروع ہوجاتا اب پوری رات اور اگلے پورے دن نہیں کھاسکتا جب تک کہ شام نہ ہوجائے)

حضرت قیس بن صرمۃ انصاری رضی اللہ عنہ کا روزہ تھا افطار کا وقت ہوا تو وہ اپنی بیوی کے پاس آئے اور ان سے کھانے کی چیز طلب کی اور ان کی آنکھ لگ گئی پس سوگئے۔ (انہوں نے دن بھر کام کیا تھا تھک گئے تھے بغیر کھائے پیئے سوگئے) جب اگلا دن آدھا گزر گیا تو ان پر غشی طاری ہوگئی ۔[1]

(۱) صحیح البخاری ج:۱ ص:۲۵۶

حضرت عمر رضی اللہ رضی اللہ عنہ اپنی زوجہ کے پاس آئے اور وہ سوگئی تھی پس نبی کریم ﷺ سے اس کا ذکر کیا، جس پر (یہ آیات) نازل ہوئی:

أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَىٰ نِسَآئِكُمْ ۚ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَأَنتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ ۗ عَلِمَ اللَّهُ أَنَّكُمْ كُنتُمْ تَخْتَانُونَ أَنفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنكُمْ ۖ فَالْـَٔانَ بَاشِرُوهُنَّ وَابْتَغُوا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَكُمْ ۚ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ [1]

ترجمہ: تمہارے لئے روزوں کی راتوں میں اپنی عورتوں سے مباشرت کرنا حلال کیا گیا ہے وہ تمہارے لئے پردہ ہیں اور تم ان کے لئے پردہ ہو اللہ کو معلوم ہے کہ تم اپنے نفسوں سے خیانت کرتے تھے پس تمہاری توبہ کو قبول کرلیا اور تمہیں معاف کردیا سو اب ان سے مباشرت کیا کرو اور طلب کرو وہ چیز جو اللہ نے تمہارے لئے لکھ دی ہے اور کھاؤ اور پیو جب تک کہ تمہارے لئے سفید دھاری سیاہ دھاری سے فجر کے وقت صاف ظاہر ہوجائے۔

مسلمان اس سے بہت خوش ہوئے [2]

(ا۔ب) حضرت ابن ابی لیلیٰ کی روایت میں ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے اپنی بیوی سے ملنے کا ارادہ کیا وہ بولیں میں سوگئی تھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے گمان کیا کہ (شاید) یہ بہانہ کررہی ہے ......

انصار میں سے ایک شخص نے افطار کھانے کا ارادہ کیا لوگوں نے کہا ذرا ٹھہرو ہم کھانا گرم کرلیں اتنے میں سوگئے جب صبح ہوئی تو یہ آیت نازل ہوئی:

أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَىٰ نِسَآئِكُمْ [3]

(۱) سورۃ البقرۃ ۲:۱۸۷ (۲) اسباب نزول القرآن للواحدی ص: ۵۳ (۳) سنن ابی داؤد کتاب الصلوٰۃ باب کیف الاذان ص: ۷۴، ۷۵ ط: میر محمد

(ا۔ج) حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگ رمضان میں جب روزہ رکھ لیتے شام کو (روزہ افطار کرنے کے بعد) اگر سوجاتے تو ان پر کھانا پینا عورتوں کو چھونا حرام ہوجاتا یہاں تک کہ اگلے دن شام کو افطار نہ کرلیتے حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ رات کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور (دیر تک) باتیں کرتے رہے جب گھر آئے تو دیکھا بیوی سوچکی ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب ملنا چاہا وہ کہنے لگی کہ میں تو سوگئی تھی انہوں نے کہا تم سوئی نہیں ہو (غلط کہہ رہی ہو) پھر اس سے مل لئے (اسی طرح کا واقعہ) حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی پیش آیا صبح کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنا واقعہ سنایا اس پر اللہ تعالیٰ نے آیت کریمہ:

عَلِمَ اللَّهُ أَنَّكُمْ كُنتُمْ تَخْتَانُونَ أَنفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنكُمْ

نازل فرمائی۔ [1]

(ا۔د) جب رمضان کے روزوں کا حکم ہوا تو (افطار کے بعد نیند آجانے کی صورت میں) عورتوں کے قریب نہ جاتے تھے اور پورے رمضان کا یہی قانون تھا اور بہت سے لوگ اپنے نفسوں کی خیانت کرتے تھے لہذا اللہ تعالیٰ نے آیت کریمہ:

عَلِمَ اللَّهُ أَنَّكُمْ كُنتُمْ تَخْتَانُونَ أَنفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنكُمْ

(۱) مسند احمد حدیث نمبر ۱۵۳۶۸ ج: ۳ ص: ۴۹۷، الدر المنثور فی التفسیر المأثور للامام جلال الدین عبد الرحمٰن بن ابی بکر السیوطی المتوفی ۹۱۱ھ المجلد الاول ص: ۳۵۷ ط: دار الکتب العلمیۃ بیروت

نازل فرمائی۔ ؎۱

(۱۷) رسول اللہ ﷺ کے فیصلہ کو دل وجان سے قبول کئے بغیر مؤمن نہ ہونے کے بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا عمل:

(۲) ۔ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ؎۲

ترجمہ: سو تیرے رب کی قسم ہے یہ کبھی مؤمن نہیں ہونگے جب تک کہ اپنے اختلافات میں تجھے منصف نہ مان لیں۔

شانِ نزول: ثعلبی نے حضرت ابن عباسؓ سے اور ابن ابی حاتم سے مرسلاً، بغوی نے کلبی کا قول بواسطہ ابو صالح از حضرت ابن عباسؓ نقل کیا ہے کہ ایک یہودی سے ایک منافق کا کچھ جھگڑا تھا۔ بقول کلبی منافق کا نام بشر تھا۔ یہودی نے فیصلہ کرانے کے لیے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کی منافق کو دعوت دی۔ اور منافق نے کعب بن اشرف یہودی سے فیصلہ کرانے کے لیے یہودی سے خواہش کی۔ یہودی نے کعب بن اشرف کے پاس جانے سے انکار کیا۔ اور رسول اللہ ﷺ سے فیصلہ کرانے پر اصرار کیا۔ مجبوراً منافق کو بھی رسول اللہ ﷺ کے پاس آنا پڑا۔ غرض دونوں خدمتِ گرامی میں حاضر ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ نے یہودی کے حق میں فیصلہ کر دیا۔ جب دونوں خدمتِ اقدس سے اٹھ کر باہر آئے تو منافق یہودی کو چمٹ گیا اور بولا (فیصلہ کے لیے) عمر رضی اللہ عنہ کے پاس چل۔ دونوں حضرت عمرؓ کے پاس پہنچے، یہودی نے عرض کیا کہ میں اور یہ شخص اپنا باہمی مقدمہ لیکر (حضرت) محمد (ﷺ) کے پاس گئے، انہوں نے اس کے خلاف مجھے ڈگری دیدی۔ لیکن یہ ان کے فیصلہ پر راضی نہ ہوا۔ اور مجھے آپ کے پاس لیکر آیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے منافق سے پوچھا: کیا ایسا ہی ہے؟ منافق نے کہا، جی ہاں! حضرت عمر رضی اللہ عنہ

(۱) صحیح البخاری ج: ۲ص: ۶۴۷ (۲) سورۃ النسآء ۴: ۶۵
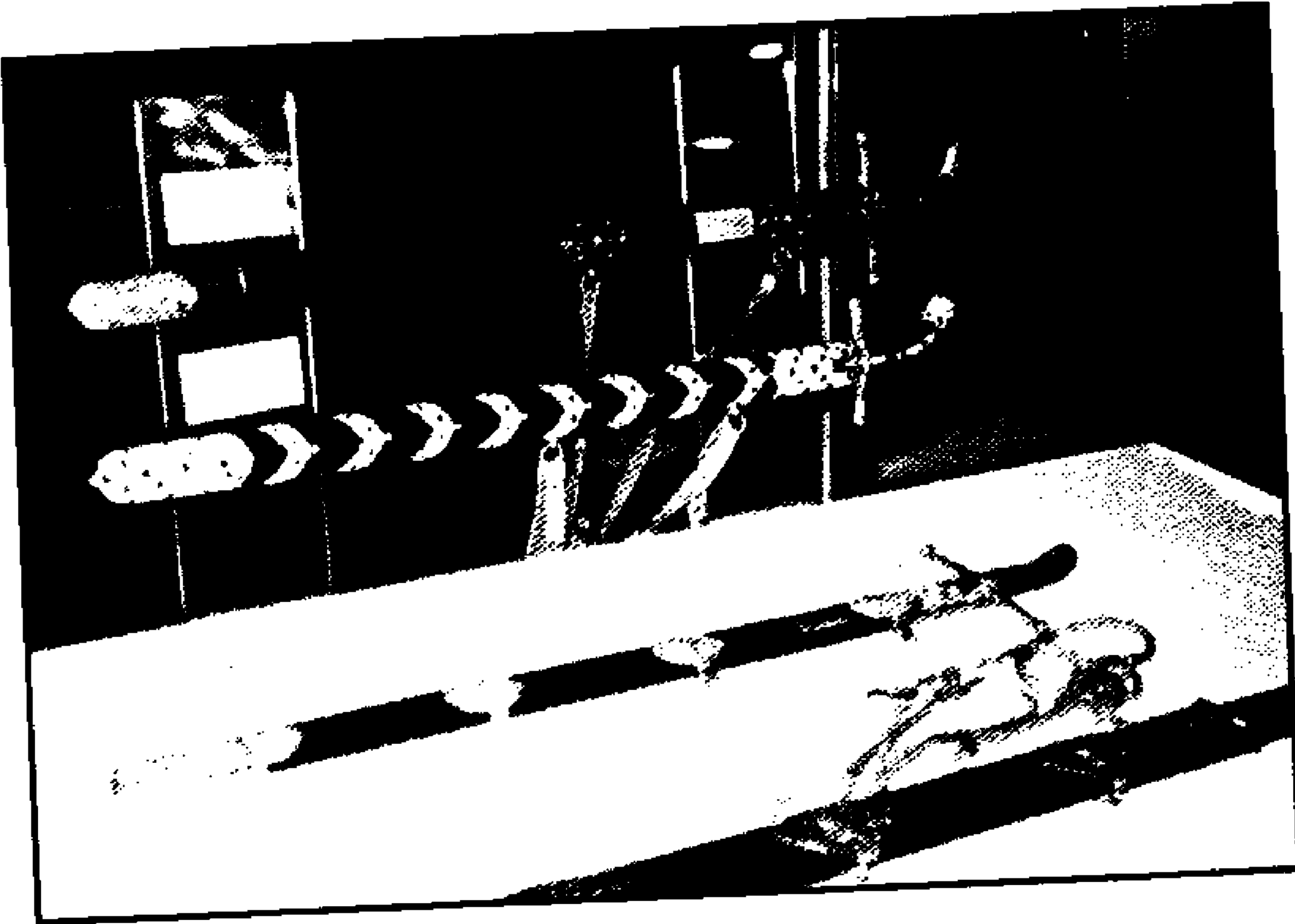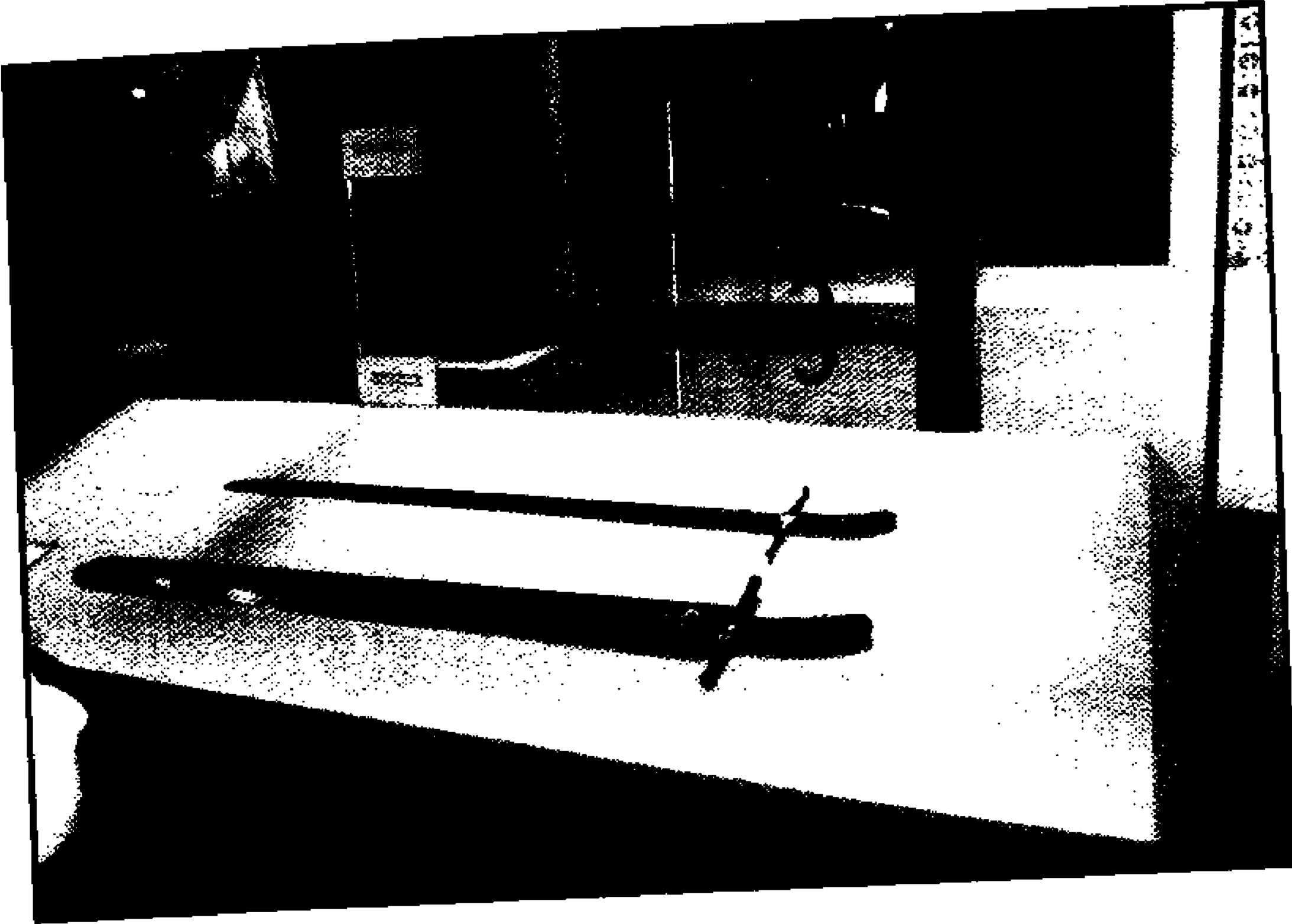
حضرات خلفاء اربعہ رضوان اللہ تعالیٰ علیھم اجمعین کی تلواریں توپ عجائب گھر استنبول ترکی میں محفوظ ہیں

نے فرمایا، ذرا ٹھہرو! میں (اندر جا کر ابھی باہر) آتا ہوں۔ چنانچہ آپ گھر گئے۔ وہاں سے تلوار لی پھر باہر نکل کر منافق کو قتل کر دیا۔ اور فرمایا جو شخص اللہ اور اس کے رسول کے فیصلہ پر راضی نہ ہو، میں اسکا فیصلہ اسی طرح کرتا ہوں [۱]

آپ ﷺ نے فرمایا: میں عمر رضی اللہ عنہ کو ایسا نہیں جانتا تھا کہ وہ اس جرأت کے ساتھ ایک مؤمن کا خون بہا دے گا۔ اسپر یہ آیت اتری اور اُسکا خون برباد ہوگیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس کے قتل سے بری ہوگئے۔ [۲]

اور اسی طرح ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے اسود سے روایت کیا ہے، اس کی سند میں ابن لھیعہ ہے۔ مگر اسی روایت کے دیگر شواہد موجود ہیں۔ اسی روایت کو رحیم نے اپنی تفسیر میں عتبہ بن ضمرہ عن ابیہ کے حوالے سے روایت کیا ہے۔ [۳]

اس کے وارث حضرت محمد ﷺ کی خدمت میں آئے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر قتل کا دعویٰ کیا اور قسمیں کھانے لگے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس صرف اس وجہ سے گئے تھے کہ شاید وہ اسی معاملے میں باہم صلح کردیں۔ یہ نہ وجہ تھی کہ حضرت محمد ﷺ کے فیصلے سے انکار تھا۔ اس پر یہ آیتیں نازل ہوئیں:

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ يَزْعُمُونَ أَنَّهُمْ آمَنُوا بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ يُرِيدُونَ أَنْ يَتَحَاكَمُوا إِلَى الطَّاغُوتِ وَقَدْ أُمِرُوا أَنْ يَكْفُرُوا بِهِ ۖ وَيُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَنْ يُضِلَّهُمْ ضَلَالًا بَعِيدًا ۝ [۴]

ترجمہ: کیا تم نے ان لوگوں کو دیکھا جو اس چیز پر ایمان لانے کا دعوی کرتے ہیں جو تجھ پر نازل کی گئی ہے اور جو چیز تم سے پہلے نازل کی گئی ہے وہ چاہتے ہیں کہ اپنا فیصلہ شیطان سے کرائیں حالانکہ انہیں حکم دیا گیا ہے

---

(۱) تفسیر مظہری عربی ج: ۲ ص: ۱۵۴ (۲) تفسیر ابن کثیر عربی ج: ۱ ص: ۶۸۱

(۳) تفسیر ابن عباس رضی اللہ عنہ اردو ج: ۱ ص: ۲۷۶ (۴) سورۃ النساء ۴: ۶۰

کہ اسے نہ مانیں اور شیطان تو چاہتا ہے کہ انہیں بہکا دور جا ڈالے۔

ان آیات میں اصل حقیقت ظاہر ہوئی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا لقب 'فاروق' فرمایا۔[1]
اسی آیت کے شانِ نزول کے بارے میں صحاح میں حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اور ایک انصاری کے باغ کے پانی کی سیرابی پر جھگڑا ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے حق میں فرمایا۔ انصاری صحابیؓ نے کہا کہ زبیر آپ کا پھوپھی زاد ہے۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہوئے۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرا خیال یہ ہے کہ یہ آیت فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ اسی بارے میں نازل ہوئی ہے۔[2]

ایمان کا تقاضا:

آیت بالا میں مستقل یہ قانون بتادیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلوں پر دل وجان سے راضی ہونا یہی ایمان کا تقاضا ہے۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی فیصلہ سامنے آجائے تو اس کے خلاف اپنے نفس میں ذرا بھی کچھ تنگی محسوس نہ کرے۔ سبب نزول خواہ وہی ہو۔ جو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا لیکن آیت کے عموم نے بتادیا کہ جب کبھی بھی کوئی واقعہ پیش آجائے جہاں ایک شخص دوسرے پر دعوٰی کرتا ہو اور ان کے جھگڑے مٹانے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ موجود ہو تو ہر فریق دل وجان سے اسی پر راضی ہوجائے ذرا سا بھی کوئی تکدر اور میل اپنے دل میں نہ لائے۔ بہت سے لوگ جو اپنے معاملات اور مخاصمات میں غیر اسلامی قوانین کی طرف دوڑتے ہیں اور ان کے سامنے قرآن وحدیث کا فیصلہ لایا جاتا ہے تو اس پر راضی نہیں ہوتے ایسے لوگ اپنے ایمان کے بارے میں غور کرلیں، اللہ تعالیٰ شانہٗ نے آیت بالا میں قسم کھا کر خوب واضح طریقے پر

(۲) تفسیر عثمانی ج: ۱ ص: ۴۱۵، ط: دار الاشاعت (۲) صحیح البخاری کتاب التفسیر باب قولہ فلا وربك لا یومنون حتی یحکموك فیما شجر بینھم ج: ۲ ص: ۱۲۴۳

بتادیا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے جھگڑوں کے درمیان فیصلہ کرنے والا نہ بنائیں اور فیصلہ کرا کر آپ کے فیصلے پر دل وجان سے راضی نہ ہوں اور پوری طرح فیصلے کو تسلیم نہ کرلیں تو ایسے لوگ مومن نہ ہوں گے، جب تک آنحضرت سرورعالم صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا میں تھے اس وقت تک آپ کی ذات اطہر سامنے تھی اور آپ کے تشریف لے جانے کے بعد قرآن مجید اور آپ کی احادیث موجود ہیں۔ اب ان کو سامنے رکھ کر اپنی فیصلے چکائیں اور جو مسلمان قاضی اور حاکم ہیں انہیں کے مطابق فیصلے کریں۔ اگر ایسا نہ کریں گے تو قرآن مجید کی تصریح کے مطابق لَا يُؤْمِنُونَ کا مصداق ہوں گے۔ (۱)

دور حاضر کے لوگوں کی بدحالی:

لوگوں کے ذہن مغرب کے بنائے ہوئے ظالمانہ قوانین سے اس قدر مغلوب اور مانوس ہوچکے ہیں کہ ان کے مطابق ظالم بننے اور مظلوم بننے کو تیار ہیں لیکن اسلام کے عادلانہ قوانین پر عمل کرنے کو تیار نہیں۔ زنا کاری کے عام ہوجانے پر خوش ہیں چوری اور ڈکیتی کی وارداتیں ہوتی رہتی ہیں جنہیں بھگتتے رہتے ہیں اللہ تعالیٰ شانہٗ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے قوانین کو نافذ کرنے کے لئے تیار نہیں، ان قوانین کو نہ صرف دل سے برا جانتے ہیں بلکہ صاف الفاظ میں ظالمانہ کہہ کر کفر اختیار کرلیتے ہیں اگر چوروں کے ہاتھ کاٹے جائیں اور زانیوں کو سنگسار کرنے اور کوڑے لگانے کی حد جاری کی جائے اور شراب پینے والوں کو کوڑے لگائے جائیں اور ڈاکوؤں کے ساتھ وہ معاملہ کیا جائے جو سورۃ المآئدہ میں مذکور ہے۔ کہ ان کو (حسب واردات) قتل کیا جائے یا سولی پر چڑھایا جائے یا ان کے ہاتھ پاؤں کاٹے جائیں یا جیل میں ڈالا جائے اور قاتلوں سے قصاص دلایا جائے اور دیت کے احکام نافذ ہوں تو یہ جھگڑے فسادات چوریاں، ڈکیتیاں اور زنا

(۱) تفسیر انوار البیان ج: ۱ ص: ۷۱۸

کاری کا وجود ختم ہوجائے کہنے کو مسلمان ہیں لیکن احکام قرآنیہ پر راضی نہیں، کافروں کے قوانین کے مطابق فیصلے کرتے ہیں اور فیصلے کراتے ہیں ایسے لوگ غور کرلیں کہ ان کا کیا دین وایمان ہے، آیت بالا میں فرمایا کہ مومن ہونے کے لئے صرف یہی شرط نہیں ہے کہ اپنے جھگڑوں کے فیصلے رسول اللہ ﷺ سے کرائیں بلکہ یہ بھی شرط ہے کہ آپ کے فیصلے پر دل میں ذراسی بھی تنگی محسوس نہ کریں۔ [۱]

(۱۸) اذان کے بارے میں:

(۳)۔ اذان کے بارے میں: حضرت عبد اللہ بن زید بن عبد ربہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب اپنے مکان میں اذان کی آواز سنی تو (جلدی کی بناء پر) اپنی چادر کھینچتے ہوئے مکان سے باہر نکلے۔ بارگاہِ رسالتؐ میں حاضر ہوئے، کہہ رہے تھے: یا رسول اللہ!

والذی بعثک بالحق فقد رأیت مثل ما اریٰ
(قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا، میں نے بھی اسی طرح خواب دیکھا ہے)۔

تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: **الحمد للّٰہ** (ساری تعریفیں اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہیں)۔ [۲]

(۱) تفسیر انوار البیان ج: ۱ ص: ۷۱۸ (۲) مشکوٰۃ المصابیح عن ابی داؤد والدارمی وابن ماجہ والترمذی ص: ۶۴

قطف الثمر في موافقات عمر

سئلت عن موافقات عمر رضي الله عنه فنظمت فيها هذه الأبيات:

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله وصلى الله ... على نبيه الذي اجتباه
يا سائلي والحادثات تكثر ... عن الذي وافق فيه عمر
وما يرى أنزل في الكتاب ... موافقاً لرأيه الصواب
خذ ما سألت عنه في أبيات ... منظومة تأمن من شتات
ففي المقام وأسارى بدر ... وآيتي تظاهر وستر
وذكر جبريل لأهل الغدر ... وآيتين أنزلا في الخمر
وآية الصيام في حل الرفث ... وقوله نساؤكم حرث يبث
وقوله لا يؤمنون حتى ... يحكموك إذ بقتل أمتي
وآية فيها لبدر أوبه ... ولا تصل آية في التوبة
وآية في النور هذا بهتان ... وآية فيها بها الاستئذان
وفي ختام آية في المؤمنين ... تبارك الله بحفظ المتقين
وثلة من في صفات السابقين ... وفي سواء آية المنافقين
وعدوا من ذاك نسخ الرسم ... لآية قد نزلت في الرجم [۱]

(۱) یہ ایک علمی مسئلہ ہے اور لوگوں میں مشہور یہ ہے کہ آیت رجم تلاوت کے اعتبار سے منسوخ اور اس کا حکم باقی ہے. لیکن روایات کی تفتیش اور جستجو کے بعد یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ یہ آیت قرآن کا حصہ کبھی نہیں رہی۔ نزول سے مراد یہ ہے کہ رجم کے حکم کے برقرار رکھنے کا حکم نازل ہوا ہے۔ رجم کی روایات ۵۲ صحابہ کرامؓ سے منقول ہیں۔ متواتر احادیث سے رجم کی سزا ثابت ہے اور خود نبی اکرم ﷺ نے رجم کی سزا پر عمل فرمایا ہے۔ (تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمائیں فتح الباری ج: ۱۲، تکملہ فتح الملہم ج: ۲، رجم کی شرعی حیثیت مطبوعہ مکتبہ بینات علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن کراچی)

وقال قولاً هو في التوراة قد　　نبهه كعب عليه فسجد

وفي الأذان الذكر للرسول　　رأيته في خبر موصول

وفي القرآن جاء بالتحقيق　　ما هو من موافق الصديق

كقوله هو الذي يصلي　　عليكم أعظم به من فضل

وقوله في آخر المجادلة　　لا تجد الآية في المخالله

نظمت ما رأيته منقولاً　　والحمد لله على ما أولى

(۱) الحاوی للفتاوٰی تالیف: العلامة جلال الدین عبد الرحمٰن السیوطی رحمة الله علیه ج:۱ص:۲۴

ط: دار الکتب العلمیة بیروت

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی دعا:

ابن عساکر نے اسماعیل بن زیاد سے نقل کیا ہے فرماتے ہیں:

مر علي بن أبي طالب على المساجد في رمضان و فيها القناديل فقال: نور الله على عمر في قبره كما نور علينا في مساجدنا

ترجمہ: حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا ماہِ رمضان المبارک میں مساجد پر گزر ہوا جس میں قنادیل (روشن) تھیں (دیکھ کر) فرمایا:

اللہ تعالیٰ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ان کی قبر میں منور فرمائے (یعنی ان کی قبر کو تاباں و درخشاں کرے) جس طرح (انہوں نے) ہماری مساجد کو جگمگایا۔[1]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مہر:

"تہذیب المزنی" میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی انگوٹھی پر یہ عبارت کندہ تھی:

"کفی بالموت واعظاً یا عمر"

ترجمہ: اے عمر موت کافی ناصح ہے۔[2]

امتنان وتشکر: اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے کتاب اختتام کو پہنچی۔

شعر

الٰہی نجنا من کل ضیق　　بجاہ المصطفٰے مولی الجمیع

وهب لنا فی مدینته قرارا　　بایمان ودفن بالبقیع

(۱) تاریخ الخلفاء. تالیف: الامام الحافظ جلال الدین عبد الرحمٰن بن ابی بکر السیوطی رحمه الله ۱۲۳،۱۱۳ تحقیق: محمد أبو الفضل ابراهیم ط: المکتبة العصریة بیروت۔